



## سوال

(63) عید الاضحیٰ کے بعد قربانی کرنا کتنے دن تک درست ہے۔

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں اہل علم اس مسئلہ میں کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی کرنا کتنے دن تک درست ہے۔ مذہب آئمہ اور احادیث سے اس کی وضاحت فرمائی جاوے۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں آئمہ کے قریباً سات قول ہیں۔ عید کے بعد دو دن 2۔ امام مالکؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام احمدؒ کا جو مسلک ہے۔ عید کے بعد تین دن۔ عطا۔ حسن بصری۔ امام اوضاعیؒ۔ امام شافعیؒ۔ ابو ثوری وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

3۔ عید کے بعد چھ دن تک یہ قنادہ کا مذہب ہے۔

4۔ دس دن تک یہ ابن تیمیہ کا خیال ہے۔

5۔ زوالحج کے بیس دن یعنی آخر ماہ تک (حسن بصری۔ محمد بن عبد العزیز۔ سلیمان بن یسا۔ ابو مسلم بن عبد الرحمن۔

6۔ عام شہروں میں صرف ایک دن اور منیٰ میں تین دن سعید بن جبیر۔ جابر بن زید۔)

7۔ صرف عید کے دن (ابن سیرین۔ حمید بن عبد الرحمن۔ محمد القاری ص 114 ج 10 نیل الاوطار ص 216 ج 5 معنی ابن قدامہ مع شرح ص 114 ج 11 فتح الباری ص 323-325)

ان مذہب سے سب سے پہلا اور دوسرا مذہب معمول ہوا ہے فقہا حنفیہ کا رجحان پہلے مسلک کی طرف ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ عام لوگ حنفیہ ہیں۔ اور وہ دوسرے مسلک کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دوسرے مسلک کی وضاحت کی جائے۔ تاکہ کم علم۔ اور جاہل لوگ عامۃ المسلمین میں منافرت پھیلا کر مسکین اور مسلمان جس پر چاہیں عمل کریں۔۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

الاضحية جائزة يوم النحر وایام من کما منی لاننا ایام الفسک الخ

قربانی منی کے تمام دن جائز ہے۔ کیونکہ یہ حج کے ایام ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

فان قال قائل فی الحج وان ایام منی ایام اضحی کما قیل کما کانت الحج بان یوم النحر یوم الضحی فان قال قائل فکیف ذلک قیل نحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر بھجھا جائے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ سارے ایام منی (10 زی الحج سے 13 تک میں قربانی درست ہے۔) جواب یہ ہے کہ عید کے دو دن قربانی جس دلیل سے درست ہے۔ اسی دلیل سے تیسرے دن بھی جائز ہے۔ آپ ﷺ نے خود تو قربانی عید کے پہلے دن فرمائی اس کے بعد نہ دو دن قربانی سے روکا نہ تیسرے دن کے لئے یعنی 13 تاریخ کیلئے۔ گیارہ اور 12 سے الگ نہیں دیا۔ بلکہ جب احکام حج میں وہ ان کے ساتھ برابر ہے۔ تو قربانی میں ان سے بلا دلیل الگ کیوں کیا جائے۔ اگر بھجھا جائے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے سنت میں اس پر دلیل موجود ہے۔ مختصر منی ص 214۔ جلد 5 بر حاشیہ کتاب الام میں بھی مختصراً اس کی تائید موجود ہے۔

ابن قدامہ مغنی میں اس مسلک کے متعلق فرماتے ہیں۔

روي ان علي اخه ابراهيم تشریق وهو مذہب الشافعی وقول عطاء والحسن لانه روي عن جبير بن مطعم ان النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ایام منی کما منی (ص 112 ج 11)

ذبح آخری ایام تشریق تک درست ہے۔ امام شافعی عطاء حسن بصری کا یہی مذہب ہے اور اس کی دلیل جیبیر بن مطعم کی حدیث ہے۔

امام شوکانی جیبیر بن مطعم کی حدیث پر گفتگو کے بعد فرماتے ہیں۔

وقد اسفل الحدیث علی ان ایام التشریق کما ایام ذبح وہی یوم النحر وثلثت ایام بعده وقد تقدم الخلاف فیها فی کتاب العیدین وکذا لک روي فی الہدی عن علی انه قال ایام النحر یوم الاضحی وثمینی ایام بعده وکذا احکاء النووي عنہ فی شرح مسلم وحکاه ایضا عن جیبیر بن مطعم وابن عباس وعطاء والحسن البصری وعمر بن عبد العزیز وسليمان بن موسى الاسدي فقیہ اہل الشام ومکحول والشافعی وداود الظاہری وحکاه صاحب الہدی عن عطاء ولاوزاعی وابن المنذر ثم قال روي من وجہین مختلفین یشترحہما الاخر عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم انه قال کل منی منحر وکل ایام تشریق ذبح وروي من حدیث جیبیر بن مطعم وفيه النقطاع ومن حدیث اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر قال یعقوب بن سفیان اسامہ ابن زید عنہ اہل المدینة ثققت مامون

یہ حدیث دلیل ہے۔ اس امر کی کہ تمام تشریق میں ذبح درست ہے۔ یعنی یوم النحر اور اس کے بعد تین دن زاد المعاد میں حضرت علی سے منقول ہے۔ کہ قربانی عید کے بعد تین دن تک درست ہے۔ اسی طرح نووی نے مسلم کی شرح میں لکھا ہے۔ اور جیبیر بن مطعم اور ابن عباس عطاء حسن بصری۔ عمر بن عبد العزیز۔ سلمان موسیٰ اسدی سے جو شام کے فقیہ ہیں۔ مکحول امام شافعی اور داؤد ظاہری سے نقل کیا ہے۔ ابن قیم نے عطا اور اوزاعی اور ابن منذر کا مذہب بیان کیا ہے۔ پھر فرمایا یہ حدیث دو طریق سے مروی ہے۔ جو ایک دوسرے کیلئے تقویت کا موجب ہے۔ جیبیر بن مطعم کے طریقے میں النقطاع ہے۔ جابر کی حدیث اسامہ بن زید کے طریق سے مروی ہے۔ کہ اسامہ بن زید اہل مدینہ میں بہت ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

قال ابن بطال تیما للطحاوی لم یقتل عن الصحابة غیر ہذین اللقولین

صحابہ سے ان دو مذہب کے سوا کوئی منقول نہیں۔ اور دوسرے قول (یعنی قربانی چار دن ہے) کو جمہور کا قول فرماتے ہیں۔

وجہ الجمہور حدیث جیبیر بن مطعم رفہ فجاج منی منحر و فی کل ایام التشریق ذبح اخرجہ احمد لکن فی اسنادہ النقطاع ووصلہ الدار قطنی ورجالہ ثقات



(فتح الباری ہند ص 325-323)

جمہور کی دلیل جمیر بن مطعم کی حدیث ہے۔ سارے ایام تشریق میں ذبح کرنا درست ہے۔ اسے احمد نے معارض فرمایا اس کی روایت میں انقطاع ہے۔ دارقطنی نے اسے موصول بیان فرمایا ہے۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو احمد نے مسند میں ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اسی انقطاع میں عبد الرحمن بن ابی حسین جمیر بن مطعم سے نہیں بقی نے اسے معرفۃ السنن والایثار میں ذکر فرمایا ہے۔ اور انقطاع کا ذکر نہیں کیا۔ دارقطنی نے ابوسعید کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اور ابوسعید میں معمولی ضعف ہے۔ بزار کی ذکر میں سدید ثقہ نہیں۔ انفرادی صورت میں یہ حجت نہیں۔

جمیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے مروی ہے۔ تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ مگر اس کے باوجود مجموع طرق سے ثابت ہے۔ کہ حدیث کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے۔ اس لئے آئمہ حدیث کا رجحان اسی طرف ہے۔ کیونکہ باقی مسلک یا تو بالکل نے دلیل ہیں۔ یا ان کی بنیاد محض آثار صحابہ پر ہے۔ چنانچہ احناف کے مسلک کا بھی یہی حال ہے۔ پھر ان آثار میں غرابت بھی ہے۔ زلیحی نصب الراہیہ میں حضرت عمرو ابن عباس کے آثار کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ قلت غریب جدا۔ بہت ہی غرابت ہے۔ (ج 2 ص 212)

ظاہر ہے امام شافعی کا مسلک جمہور کا مسلک ہونے کے علاوہ دلیل کے حساب سے بھی نسبتاً مضبوط ہے۔ اس لئے اس مسلک پ عمل درست ہے۔ اور انکار جہالت۔

امام بیہقی نے جمیر بن مطعم کی حدیث کے تمام طرق کا ذکر کیا ہے۔ اور معاویہ بن یحییٰ صدیقی کے طریق میں ابوسعید اور ابو ہریرہ دونوں س نقل کیا ہے۔ ابن عباس۔ عطا۔ عمر بن عبد العزیز۔ سلمان بن موسیٰ اور محمول کے آثار کی رسانید بھی ذکر کی ہیں۔ جن سے مجموعی طور پر اس مسلک کے ماخذ کی قوت معلوم ہوتی ہے۔

(سنن بیہقی۔ ج 2 ص 295)

علامہ تزکانی حنفیہ کے لئے متعصب مشہور ہیں۔ وہ بھی فرماتے ہیں۔

لم یصح فیہذا الباب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیء (ج 8 ص 267)

یعنی آنحضرت ﷺ سے اس مسئلہ میں دونوں طرف کوئی حدیث ثابت نہیں۔ سارا مدار آثار صحابہ پر ظاہر ہے۔ کہ اس صورت میں کسی مسلک پر انکار دیانت کے بھی خلاف ہے۔

علامہ جمیر بن مطعم کی حدیث کے بعد فرماتے ہیں۔

رواہ احمد وروی الطبرانی فی الاوسط عنہ ایام التشریق کما ذبح ورجال احمد وغیرہ ثقات (مجمع الزوائد ج 4 ص 34)

احمد اور طبرانی نے اوسط میں اس حدیث کا ذکر کیا اور احمد وغیرہ نے رجال ثقہ ہیں۔

حافظ دارقطنی نے حدیث جمیر بن مطعم کو مرفوعاً ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب تعلیق المغنی نے نصب الراہیہ کا اقتباس نقل فرمایا ہے۔ جس سے حدیث جمیر بن مطعم کا مقام ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ احناف کے مسلک اور ان کے دلائل کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ دیانت دار آدمی کیلئے دونوں مسلکوں میں ترجیح کے وجوہ آشکار ہوجاتے ہیں۔ معاملہ کی تہ تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں۔ مگر تنگ دل اور متعصب کیلئے نصوص بھی کفایت نہیں کرسکتے۔

حافظ ابن القیم فروع میں فرماتے ہیں۔ اور حنابلہ کا مسلک اس مسئلہ میں احناف ہی سے ملتا ہے۔ مگر دلیل کی قوت کے پیش نظر ان کی رائے کا رجحان امام شافعی اور آئمہ حدیث کی

طرف ہے وہ پوری جرات کے ساتھ اس مسلک کی حمایت کرتے ہیں۔ مختصر بحث کے بعد فرماتے ہیں۔

وقد قال علي ابن ابى طالب ايام الخرم لوم الاضحي وثم ايام بعده وهو مذموم ايام اهل البصرة والحسن وامام اهل مكة عطاء ابن ابي رباح وامام اهل الشام الاوزاعي وامام فقهاء اهل الحديث الشافعي واقواده ابن المنذر ولان الثلاثة منصوصون بخونها ايام منى وايام الومى وايام التشرىق ولوم السيامنى لغوة فى هذا الاحكام فكيف تصدق فى جواز الذبح بغير نص 1 ولا لجماع وروى من وجهين مختلفين بسند احدهما الاخر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال كل منى نحر كل ايام التشرىق ذبح وروى عن حديث جبير بن مطعم وفيه انقطاع ومن حديث عطاء عن جابر قال يعقوب بن سفيان اسامة بن زيد عند اهل المدينة ثقفا ما من ذاد المعاد (ج 1 ص 246)

بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جیبیر بن مطعم کی حدیث اور اس کی جرح میں صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جیبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں۔ بلکہ موید ہے۔ اصل بنیاد دونوں مسلکوں میں مشابہت ہے۔ جہاں دونوں کا ذکر ہے وہاں تیسرے سے روکنے کا کوئی قرینہ نہیں۔ اور ایاہ منی میں تشابہ اور مضامین ظاہر ہے۔ اس لئے حافظ نے جیبیر بن مطعم کی حدیث کا ذکر صرف تذکرہ اور تائید کیا ہے۔ اسے اساس استدلال قرار نہیں بتایا یہ وہ انصاف پسندی ہے۔ جو تقلید اور جمود کے بعد کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ امام احمد کے مسلک کو جانتے ہیں۔ مگر دلائل کے ساتھ جارہے ہیں۔ یہی وہ حضرات ہیں جن سے ایمان اور دیانت کی سر زمین ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گی۔ رضی اللہ عنہم

الحافظ ابن تیمیہ نے جیبیر بن مطعم کی حدیث کے بعض طرق ذکر کر کے فرمایا۔

بذا الطرق التي روي بها كلها متقطعات ولكن رواه ابن حبان في صحيحه موصولا بنسخة المتن (منتقى الاجار جلد 2 ص 308)

یہ تمام طرق منقطع ہیں۔ لیکن ابن حبان نے یہ تین موصول بیان کیا ہے۔ یہ عبارت مفتی کے مصرعی نسخہ میں ہے۔ غالباً ہندوستانی نسخے میں نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابن حبان نے اس تین کو موصولاً بیان کیا ہے۔ گویا انقطاع کی علت جاتی رہی۔ اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے۔ تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔

اس وقت کسی مسلک پر تنقید کرنا مقصود نہیں۔ ویسے بھی موضوع بہت طویل ہو گیا ہے۔ تلخیص البحر الدواہیہ نے تخریج احادیث الہدایہ سے استفادہ اس لئے نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن علامہ ترکمانی کی روش عجیب ہے۔ وہ اپنے مخالف کو بھی نہیں بخشتے۔ اور نہ ہی کسی کو جائز رعایت دینے کیلئے آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے مسلک کی تمام کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے جیسے قول ابن قیم و علامہ ترکمانی اس موضوع پر کوئی حدیث مرفوع نہیں۔ آیا یہ جرح سے خالی نہیں۔ علامہ طحاوی کا ارشاد ابن عباس کے قول کی سند جید ہے۔ یہ بھی محض تسکین قلب کا سامان ہے ورنہ ابن حزم چونکہ بقیہ زوالجہ میں قربانی کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے دونوں مسالک کے آثار پر بھی گفتگو فرمائی ہے۔ ان کی رسائید کا جائزہ لیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلک کو بھی دوسرے پر اعتراض کا حق نہیں۔ امت کا تعامل دونوں مسالک پر عمل کرتے تھے۔ بلکہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر سے دونوں مسلک مروی ہیں۔ (محل ج 7 ص 377)

آہماری رسائید پر بحث فرمائی۔ زرقانی نے شرح موطن میں امام شافعی کا مسلک ذکر فرما کر ابن حبان کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کی سند پر جرح نہیں کی۔ البتہ اپنے مسلک کے مطابق اس کی توجیہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ (زرقانی مطبوعہ مصر ج 3 ص 79) (اخبار الاعتصام لاہور جلد 2 ش 4-5)

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 13 ص 166-172



## محدث فتویٰ